فقہ الزکوٰۃ

زکوۃ کا فلسفہ اور اس کے فوائد

ڈاکٹر مولانا صلاح الدین ثانی

پرنسپل: قائدملت گورنمنٹ ڈگری کالج

چیف ایڈیٹر: علوم اسلامیہ انٹرنیشنل

اللہ تعالیٰ نے اپنی تکوینی حکمتوں کے تحت جس طرح اس دنیا میں کسی انسان کو خوبصورت پیدا کیا اور کسی کو بدصورت، کسی کو گورا کسی کو کالا، کسی کو صحیح الاعضاء کسی کو معذور، کسی کو دانا، کسی کو بے وقوف، کسی کو عربی کسی کو عجمی، کسی کو مشرق میں جنم دیا اور کسی کو مغرب میں اسی طرح اس حکیم خالق و مالک نے اپنی تکوینی مصلحتوں اور انتظامی ضرورتوں کی بنا پر دنیا میں کسی کو مالدار بنایا اور کسی کو نادار، کسی کو سرمایہ دار کسی کو غریب، کسی کو حاکم کسی کو محکوم، کسی کو افسر کسی کو ماتحت، کسی کو آقا کسی کو غلام، کسی کو مالک کسی کو خادم کسی کو کارخانہ دار، کسی کو مزدور، کسی کو جاگیردار اور کسی کو کسان۔

نرالہ ہے تو مولیٰ اور نرالی ہیں تیری شانیں　　کسی کو خاک کی ڈھیری کسی کو سنگ مرمر دے
جلالی ہے عجب اس قادر قیوم کی قدرت　　کسی کو تاج سلطانی کسی کو بھیک در در دے

یہ بات تو عقل ہی کے خلاف ہے کہ سارے آدمی ایک ہی سطح اور ایک ہی درجہ کے ہو جائیں اور اگر ایسا ہو تو ایک معمولی ادارے کا چلنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔ چہ جائیکہ اس عظیم نظام کائنات کو چلایا اور اس کی رونق اور چہل پہل کو قائم و دائم رکھا جائے۔

گلہائے رنگا رنگ سے ہے زینت چمن　　اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

قرآن کریم میں مال کو انسانیت کی بقاء اور انسانیت کے قیام کا وسیلہ قرار دیا گیا ہے ارشاد ربانی ہے:

اَمْوَالَکُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰہُ لَکُمْ قِیٰمًا۔ (۱) زندگی کا قیام و دوام مال کے ذریعہ ہے۔

قرآن نے آج سے چودہ سو سال پہلے واضح کر دیا کہ زندگی میں مال بہت اہمیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب لکھتے ہیں: میرے علم کے مطابق قرآن کریم ہی وہ پہلی دینی کتاب ہے جس میں آمدنی کے وسائل کے متعلق بہت کم تفصیلیں ملتی ہیں لیکن خرچ کے متعلق انتہائی تفصیل سے بتایا گیا ہے کہ کس کو کتنی رقم دی جائے۔

(۲) کہاں کہاں خرچ کی جائے۔ قرآن میں زکوٰۃ کا حکم آیا ہے لیکن اموال، زکوٰۃ کی مقدار، سال کی شرط، اور نصاب کا تذکرہ نہیں ہے۔

(۳) یہ سب تفصیلات ہمیں سیرت طیبہ ﷺ ہی سے معلوم ہوتی ہیں، بالخصوص زیر بحث موضوع زکوٰۃ کے حوالہ سے مصارف زکوٰۃ کو بیان و متعین کرنے کی حکمت ہی یہ ہے کہ حکمراں اپنی ترجیحات قائم کر کے (جیسا کہ ہمارے حکمراں نظام زکوٰۃ کے ساتھ کرتے آئے ہیں) لوگوں کو نقصان نہ پہنچا سکے اور لوگ بھی حکومت کو پریشلائز کر کے مجبور نہ کر سکیں، جیسا کہ سورۂ توبہ (۴)

۱۔ سورۃ النساء/ ۲،۵۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور (بہاولپور اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور ۱۴۰۱ھ) ص/ ۲۷۸،

۳۔القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ (مترجم: ساجد الرحمٰن صدیقی، لاہور، البدر پبلیکیشنز اردو بازار ۱۹۸۱ء) ص ۸/ ج ۳، ۴۔سورۃ التوبہ/ ۵۸۔۶۰، سے معلوم ہوتا ہے کچھ غیر مستحق لوگوں نے۔

(۵) آپ ﷺ سے زکوٰۃ لینی چاہی مگر آپ ﷺ نے ان کی رضا پر اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو ترجیح دی، غریبوں کے حق پر غیروں کو قابض نہیں ہونے دیا۔صرف یہی نہیں بلکہ اپنی ذات سمیت اپنے خاندان اور نسل کے لئے بھی زکوٰۃ کے استعمال کو ممنوع قرار دیا۔جیسا کہ ڈاکٹر حمید اللہ صاحبؒ نے لکھا ہے ''یہ نہایت اہم بات ہے کہ اسلام کے سوا دنیا کی کسی اور قوم نے سرکاری آمدنی کو حکمراں کی ذات کے لئے ممنوع قرار نہیں دیا۔

(۶) اسی وجہ سے اکثر علماء کی رائے ہے سید کا زکوٰۃ لینا منع ہے۔(لیکن اس موقع پر مولانا عبدالقدوس ہاشمی کی رائے بھی قابل مطالعہ ہے۔)

(۷) آج صورت حال یہ ہے کہ لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے جو دیتے ہیں وہ پوری نہیں دیتے اور جو کچھ حکومت تک پہنچتا ہے وہ غریبوں تک نہیں پہنچتا یا زکوٰۃ سے جو مقصد ہے وہ حاصل نہیں ہوتا، ایک ماہر معاشیات کے تجزیہ کے مطابق پاکستان میں سینکڑوں نہیں ہزاروں کی تعداد میں کروڑپتی لوگ موجود ہیں۔ایک شخص جس کے پاس دس کروڑ روپے ہوں اس کی سالانہ زکاۃ پچیس لاکھ روپے بنتی ہے۔اگر ایک شہر میں صرف ایک کروڑپتی رہتا ہو جو ایمانداری سے اپنی زکوٰۃ ادا کرتا ہو تو چند سالوں میں ہی اس شہر کے بیشتر محتاجوں اور مسکینوں کے معاشی مسائل حل ہو سکتے ہیں، اور اگر پاکستان کے ہر شہر اور علاقے کے تمام صاحب نصاب افراد اپنی اپنی زکوٰۃ ادا کریں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہر شہر اور علاقہ معاشی لحاظ سے خوش حال نہ ہو۔ایک اندازے کے مطابق پاکستان کی سالانہ زکوٰۃ پانچ ارب روپے بنتی ہے۔صرف ایک سال کی زکوٰۃ سے اگر مستحقین کے لئے اوسط درجے کے مکان تعمیر کئے جائیں تو دو لاکھ میں ایک مکان تعمیر ہو سکتا ہے، اتنی ہی رقم میں اگر یتیم اور بے سہارا بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام کرنا مقصود ہو تو سارے ملک میں ایک سال کی زکوٰۃ سے تین سو ایسے مراکز تعمیر کئے جاسکتے ہیں جن میں ایک لاکھ ستر ہزار بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کا انتظام ہو سکتا ہے۔اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر ملک میں صحیح طریقے سے نظام زکوٰۃ نافذ ہو جائے تو چند ہی سالوں کے اندر اندر پورے ملک میں عظیم معاشی انقلاب برپا ہو سکتا ہے۔زکوٰۃ کے فیوض و برکات کا ایک دوسرے پہلو سے بھی جائزہ لیجئے۔مثلاً صرف ایک سال کی زکوٰۃ پانچ ارب روپے بنتی ہو۔اس سے دو لاکھ بے خانماں لوگوں کو گھر میسر آئیں گے، ایک لاکھ ستر ہزار بچوں کی کفالت ہوگی، وہ اپنی جگہ لیکن دو لاکھ مکانوں کی تعمیر یا تین سو مراکز کی تعمیر کے لئے پانچ ارب روپیہ گردش میں آئے گا۔جس کا کثیر حصہ کاریگروں، مستریوں، مزدوروں اور دوکانداروں کے ہاتھوں میں جائے گا جو براہ راست عام آدمی کی خوشحالی کا باعث بنے گا۔گویا زکوٰۃ کا حکم ایک ایسا کثیر المقاصد عمل ہے جو دین کی تکمیل اور تقرب الی اللہ کے علاوہ ایک عام آدمی سے لے کر پورے ملک کی اجتماعی خوشحالی کا ضامن ہے۔(۸) یہی وجہ ہے کہ زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد مدینہ کی اسلامی ریاست میں اس قدر خوش حالی ہوگئی تھی کہ زکوٰۃ دینے والے بہت تھے اور لینے والا کوئی نہ تھا۔

۵۔ابی الحسن الواحدی کے مطابق وہ حرقوص بن زہیر بن ذی الخویصرہ التمیمی (بانی فرقہ خوارج) تھا، اور کلبی کے مطابق یہ منافقین تھے

دیکھئے: اسباب نزول القرآن أبی الحسن علی بن احمد الواحدی (م ۴۶۸ھ) تحقیق کمال بیسونی زغلول دار الکتاب العلمیة بیروت ۱۹۹۸ء،
ص/۲۵۳، ۶۔حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور، ص ۲۷۶۔۲۷۷،
۷۔ہاشمی، مولانا عبد القدوس، (سہ ماہی) منہاج لاہور ۱۹۹۱ء، دیال سنگھ لائبریری، ص ۱۶۴۔۱۷۵،
۸۔کیلانی، محمد اقبال کتاب الزکوٰۃ (گوجرانوالہ، حدیث پبلی کیشنز ۱۹۹۴ء) ص/۲۲۔۲۳،

زکوٰۃ کی اسی اہمیت کے پیش نظر ابو بکر صدیق ؓ نے منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کیا۔
(۹) علماء نے صراحت کی ہے، زکوٰۃ کا منکر اجماع صحابہؓ کی روشنی میں کافر ہے۔
(۱۰) آپ ﷺ نے زکوٰۃ کو ارکان اسلام میں سے ایک رکن قرار دیا ہے۔
(۱۱) البتہ زکوٰۃ دیگر عبادات کے مقابلہ میں صرف مالدار پر فرض ہے زکوۃ پر دیگر عبادات کے مقابلہ میں مالی عبادت ہونے کے علاوہ اللہ کے ساتھ بندوں کا حق بھی ہے۔
(۱۲) اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نظام زکوٰۃ کے نفاذ کو فرض قرار دیا ہے۔(۱۳)

زمانہ جاہلیت: عرب جو آسمانی وغیر آسمانی مذاہب کا مجموعہ تھا اس معاشرہ میں بھی کفالت عامہ کا تصور موجود تھا۔ ڈاکٹر حمید اللہ صاحب ؒ لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں، مشرکوں کے ہاں بھی ایک طرح کی زکوٰۃ پائی جاتی تھی، یہ لوگ اپنی پیداوار کا ایک حصہ اپنے بتوں کو دیتے تھے۔قرآن کریم نے طنز کیا ہے کہ اگر اتفاقاً کسی وجہ سے بتوں کا کچھ حصہ اللہ کے حصہ میں مل جاتا ہے، تو اس سے لے کر دوبارہ بت کو دے دیتے ہیں۔لیکن اگر مثلاً ہوا کے چلنے سے یا کسی اور وجہ سے اللہ کا کچھ حصہ بتوں کے پاس چلا گیا تو اللہ کو نہیں دلاتے بتوں کو ہی دے دیتے ہیں (۱۴) بلوغ الارب کے مطابق عربوں میں سخاوت کی بڑی تعریف کی گئی ہے، کلام عرب ایسے لوگوں کی مدح سے بھرا ہوا ہے۔(۱۵) حاتم طائی کی سخاوت کی داستانیں کس نے نہیں سنیں، قصی نے حجاج کی خدمت کے لئے پانچ عہدے مقرر کئے تھے، سقایة، رفادہ، حجابة، لواء، دار الندوہ۔(۱۲) پہلے تین حجاج کی کفالت کے لئے تھے، آپ ﷺ کے پردادا ہاشم کو ہاشم بھی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مکہ میں قحط کے دنوں میں روٹی چورہ کر کے لوگوں کو کھلائی تھی۔(۱۷) حضرت خدیجہؓ نے پہلی وحی کے موقع پر آپ ﷺ کو تسلی دیتے ہوئے جو جملے کہے اس میں یہ تھا کہ آپ ﷺ غریبوں کی کفالت کرتے ہیں۔(۱۸)

ابو جہل نے انکار نبوت کی وجہ بیان کرتے ہوئے جو بات کہی وہ یہ تھی کہ بنو ہاشم نے لوگوں کو کھلایا تو ہم نے بھی کھلایا، انہوں نے لوگوں کو سواریوں پر سوار کرایا تو ہم نے بھی سوار کیا (یعنی جانور لوگوں کو دئے) اب وہ نبوت کا دعویٰ کر کے ہم سے آگے نکلنا چاہتے ہیں تو ہم کیسے نبوت کو تسلیم کریں۔(۱۹) ابوسفیان نے ہرقل روم کے سامنے جو بیان دیا وہ یہ تھا:

یا مرنا بالصلاۃ والزکوٰۃ والصلۃ والعفاف۔(۲۰)

آپ ﷺ ہمیں نماز، زکوٰۃ، صلہ رحمی اور پاکبازی کا حکم دیتے ہیں۔

۹۔البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، (کراچی، قدیمی کتب خانہ ۱۹۶۵ء) کتاب الزکوٰۃ، فتح الباری لابن حجر عسقلانی (تحقیق: محب الدین الخطیب قاہرہ، دارالریان للتراث ۱۴۰۷ھ) حدیث نمبر ۲۸۴۷۔۲۸۵۷، ج/۱۳، اور صحیح مسلم محمد بن حجاج القشیری (بیروت، داراحیاء التراث العربی) حدیث نمبر ۲۰،

۱۰۔ندوی، مجیب اللہ، اسلامی فقہ (لاہور، پروگریسیو بکس) ص/۴۲۹، ج/۱،

۱۱۔البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری (مترجم: محمد عادل خاں لاہور مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار ۱۹۷۹ء) کتاب الایمان اور فتح الباری ابن حجر عسقلانی، حدیث ۸/ ج/۱، صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۶،

۱۲۔ندوی، مجیب اللہ، اسلامی فقہ (محولہ بالا) ص/۴۲۴، ج/۱،

۱۳۔سورۃ الحج/۴۱،

۱۴۔حمید اللہ، ڈاکٹر محمد خطبات بہاولپور، ص/۲۷۲۔۲۷۳،

۱۵۔دیکھئے: بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العرب، ص/۴۶، ج/۱،

۱۶۔بشریٰ امام الدین، پیارے بچوں کے لئے پیارے نبی ﷺ کی سیرت طیبہ، (کراچی مکتبہ یادگار شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی مئی ۲۰۰۰ء) ص/۳۷،

۱۷۔باسلامہ، حسین عبداللہ حیاۃ سید العرب، (بیروت، دارالفکر العربی ۱۹۹۲ء) ص/۴۴، ج/۱،

۱۸۔البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ص/۳، ج/۱،

۱۹۔ابن ہشام، سیرۃ النبی (مطبوعہ مصر) ص/ ۳۳۸، ج/۱،

۲۰۔ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ص/۶/ ج/۱، اور صحیح مسلم حدیث نمبر ۱۷۷۳،

ان تمام باتوں سے واضح ہوتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں بھی کفالت عامہ اور زکوٰۃ کا تصور موجود تھا، گو کہ یہ تصور انتہائی ناقص تھا۔ساری دنیا میں اس استحصالی نظام کے سبب امیر کی امارت غریب کی غربت بڑھتی گئی، یہاں تک کہ یہ تہذیبیں کھوکھلی ہو کر تباہ ہوگئیں۔امام ابو یوسف لکھتے ہیں:

انما هلک من هلک من الامم لحسبهم الحق حتی یشتری منهم واظهارهم الظلم حتی یفتدی منهم۔(۲۱)

ماضی میں جو قومیں تباہ ہوگئیں۔ان کی تباہی کا سبب یہی تھا کہ انہوں نے عوام کو ان کے حقوق دینے سے گریز کیا تا کہ عوام ان سے اپنے حقوق کی قیمت ادا کر کے خریدیں اور عوام پر ظلم ڈہائے تا کہ لوگ ان کے مظالم سے بچنے کے لئے انہیں فدیہ (رشوت) ادا کریں۔

غریب عوام کوسرکاری ٹیکس ادا کرنے کے لئے اپنی اولاد کو بھی بیچ دینا پڑتا تھا۔کسانوں کا تعلق زمینداروں کے ساتھ تقریباً ویسا ہی ہوتا تھا جیسا کہ غلاموں کا تعلق اپنے آقاؤں سے سرکاری واجبات ادا نہ کرنے کی صورت میں ان کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں۔حتیٰ کہ ان سے جنگ بھی کی جاتی تھی۔(۲۲)

زکوٰۃ تعریف وتعارف:

کفالت عامہ کا بنیادی ذریعہ زکوٰۃ ہے، زکوٰۃ چار قسم کے اموال پر فرض ہے۔۱۔جانور پر،۲۔سونے چاندی پر،۳۔ہر قسم کے مال تجارت پر،۴۔کھیتی اور درختوں کے مال پر۔(۲۳)

المنجد میں زکوٰۃ کی جمع زَکاً وَ زَکَوات بیان کی گئی ہے۔(۲۴) زکوٰۃ کا لفظ قرآن کریم میں ۳۵ سے زائد مقامات پر۔(۲۵) آیا ہے۔اور دس سے زائد معانی میں استعمال ہوا ہے۔

(۱) بمعنى الأقرب إلى المصلحة(۲۶).

(۲)بمعنى الحلال، (۲۷).

(۳) بمعنى الحسن واللطافة (۲۸).

(۴)بمعنى العلاج والصيانة (۲۹).

(۵)بمعنى الاحتراز عن الفواحش .(۳۰)،

(۶)بمعنى اطاعت و اقبال على الخدمة (۱۳).

(۷)بمعنى التوحيد والشهادة (۲۳).

(۸) بمعنى الثناء والمدح (۳۳).

(۹) بمعنى النقاء والطهاره(۳۴).

(۱۰)بمعنى اداء الزكوٰة الشرعية (۳۵)، مزيد ديكهئے .(۳۶) ۲۱.أبي يوسف، كتاب الخراج، ص/۱۱۴، ۲۲.سهرياني بلوچ، پروفيسر عبدالخالق اسلامي رياست ميں علاقائي حقوق كا تصور (جيكب آباد مكتبه اصلاح ملت ۱۹۹۰ءسنه)ص/۷۴. ۷۵، اور الفاروق ، شبلي نعماني، ص/۲۷۸، انساني دنيا پر مسلمانوں كے عروج و زوال كا اثر، ابو الحسن علي ندوی، ص/۷۷، اور حجة الله البالغة ، شاه ولی الله ، مطبوعه نور محمد كارخانه، كراچی، ص /۲۲۴، ۲۳.اردو دائرد معارف اسلاميه (لاهور) دانش گاه پنجاب ۱۹۷۳ءسنه) ص/۳۶۵، ج/۱۰، ۲۴.المنجد في اللغة ، ص/۳۰۳، ۲۵.ديكهئے المعجم المفهرس محمد فواد عبدالباقي كی (دانش گاه تهران ۱۳۷۶) ص/۴۲۱. ۴۲۲ اور جهانگيری قرآنی اشاريه سرور حسين

(کراچی، تعلیمات القرآن ۱۹۹۲ء) ص/۳۹۳، موسوعة نظرة النعیم کے مطابق ۵۱، مقامات پر ، ج/۶، ص/۲۱۹۹، ۲۶. جیسے هُوَ اَزْکیٰ لَکُمْ ، النور /۲۸، ۲۷. جیسے فَلْیَنْظُرْ اَیُّهَا اَزْکیٰ لَکُمْ طَعَامًا الکهف/۱۹، ۲۸. جیسے اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَکِیَّةً الکهف /۷۴، ۲۹. جیسے اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْراً مِنْهُ زَکٰوةً الکهف /۷۴، ۳۰. جیسے مَازَکیٰ مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ النور/۲۱، ۳. جیسے وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِهٖ الفاطر/۱۸، ۳۲. جیسے وَمَاعَلَیْکَ اَلَّا یَزَّکّٰی عبس/۷، ۳۳. جیسے فَلَا تُزَکُّوْا اَنْفُسَکُمْ النجم/۳۲، ۳۴. جیسے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰهَا الشمس/۹، ۳۵. جیسے وَاٰتُوا الزَّکٰوةَ البقره/۴۳، البینة/ ۵ وغیرئه، ۳۶. قاسم بن عبدالله القونوی الرومی الحنفی انیس الفقهاء (محوله بالا) ص/۱۳۱، ۱۳۲، ابن منظور کی لسان العرب (بیروت دارصادر ۱۹۵۶ء) ص/۳۵۹، ج/۱۴، المصباح المنیر ، ص/۲۵۴، ج/۱، القاموس المحیط فیروز آبادی (بیروت دارالجیل) ص/۳۳۹، ج/۴، المفردات امام راغب، ص/۲۱۸، المعجم الوسیط (إحیاء التراث العربی قطر ۱۴۰۶) ص/۳۹۶، ج/۱ ،اور معجم مقاییس اللغة أبی الحسن احمد بن فارس (تهران، مکتب الاعلام الاسلامی ۱۴۰۴)، ص/۱۷، ج/۳ .

امام ماوردی نے لکھا ہے زکوٰۃ اور صدقہ کے الفاظ اگرچہ الگ الگ ہیں لیکن ہم معنی ہیں۔(۳۷)۔

ابن نجیم نے فقہ حنفی کی رو سے زکوٰۃ کی شرعی تعریف یہ کی ہے: هی تملیک المال إلیٰ فقیر مسلم غیر هاشمی ولامولاہ بشرط قطع المنفعة عن الملک من کل وجه لله تعالیٰ . (۳۸)

مزید شرعی تعریفات کے لئے موسوعہ نظرۃ النعیم ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔(۳۹)

زکوٰۃ کی تاریخی اہمیت وفرضیت عہد نبوی اوخلافت راشدہ میں:

زکوٰۃ ۸ھ (۴۰) یا ۹ھ (۴۱) میں فرض ہوئی، جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں، اس کا آغاز حضرت آدم علیہ السلام سے ہوتا ہے، جس کا تذکرہ سورہ المائدہ میں ہے کہ اس زمانے میں آسمانی آگ جس کے صدقہ کو جلادیتی گویا وہ قبول ہوگیا، جس کانہیں جلاتی اس کا صدقہ گویا قبول نہیں ہوا، یہی کچھ قابیل وہابیل بن آدم علیہم السلام کے ساتھ ہوا۔(۴۲) بعد کی شریعتوں میں زکوٰۃ آگ کے حوالہ کرنے کے بجائے کمزوروں اور ضرورت مندوں کو دینے کی اجازت دے دی گئی، عہد نبوی ﷺ کے مکی دور میں زکوٰۃ فرض نہیں اختیاری تھی، صرف اتنا حکم آیا تھا۔ وَالَّذِیْنَ فِیْ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُوْمِ. (۴۳) یعنی خود حق ادا کریں بعد میں " خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ (۴۴) کے ذریعہ وصول کرنے کا حکم ملا۔ معمول تھا آپ ﷺ مختلف صحابہ کو جمع زکوٰۃ کے لئے مختلف قبائل میں بھیجتے جو زکوٰۃ وصول کر کے پھر آ کر آپ ﷺ کو حساب دیتے تھے۔ جیسا کہ ابن التبیہ کے واقعہ سے واضح ہوتا ہے۔(۴۵)

الاوائل کے مطابق زکوٰۃ کی وصولی پر پہلا باقاعدہ ملازم عتاب بن اسید کو رکھا۔(۴۶) عہد نبوی ﷺ کے بعد کچھ لوگوں نے حکومت کو

زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو ابوبکرؓ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔(۴۷) یہاں تک کہ وہ تائب ہوئے، عہد عمرؓ میں یہی معمول رہا، عہد عثمانؓ میں چونکہ اسلامی حکومت بہت وسیع ہوگئی زکوٰۃ کے جمع پر بقول ڈاکٹر حمید اللہ زیادہ خرچ آنے کا امکان تھا لہٰذا آپؓ نے لوگوں کو اجازت دے دی کہ وہ ہر سال زکوٰۃ کی رقم خود ہی قرآن کے احکامات کے مطابق تقسیم کر دیا کریں۔(۴۸) اسی قسم کا تجزیہ خولہ شاکر الدجیلی کا بھی ہے۔(۴۹) اسلام کا نظام زکوٰۃ تاریخ انسانیت میں جدید اور منفرد نظام ہے اور ایسا نظام ہے جس تک انسانی فکر کی کبھی رسائی نہیں ہوئی اور نہ کسی آسمانی شریعت نے اس قدر مفصل نظام وضع کیا۔ بلاشبہ اسلام کا نظامِ زکوٰۃ اجتماعی، سیاسی، اخلاقی اور دینی پہلوؤں کا حامل بے مثال، مالی اور اقتصادی نظام ہے۔

۳۷.القرضاوی، ڈاکٹر یوسف، فقه الزكوة، ج/۱، ص/۴۰.

۳۸.ابن نجیم، زین الدین البحر الرائق شرح کنز الدقائق (کوئٹه، مکتبه الماجدية) ص/۲۰۱، ج/۲.

۳۹.موسوعة نظرة النعيم، ص/۲۱۹۷. ۲۱۹۸، ج/۶.

۴۰. یہ شبلی نعمانی کی رائے ہے دیکھئے : سیرت النبی ﷺ، ص/۱۳، ج/۵.

۴۱. یہ ڈاکٹر حمید اللہ کی رائے ہے دیکھئے خطبات بهاولپور، ص/۲۷۱.

۴۲.سورئه المائده /۲۷. ۳۱.

۴۳.سورئه المعارج/۲۴.

۴۴.سورئه التوبة /۱۰۳.

۴۵. اسنے زکوٰۃ کی وصولی کے بعد کہا یہ آپ ﷺ کے لئے زکوٰۃ کا مال جمع کیا ہے اور یہ مال مجھے ہدیہ ملا ہے تو آپ ﷺ سخت خفا ہوئے، یہ واقعہ صحیح مسلم کتاب الامارات باب تحریم هدایا العمال میں موجود ہے۔

۴۶.هاشم خطیب، السيد، كتاب الاوائل فى الاسلام (بغداد مطبعة الجاحظ ۱۸۸۰ء) ص/۶۹.

۴۷.ابن حجر عسقلانی فتح الباری ص/۲۸۴۷، ج/۱۳، صحیح مسلم حدیث نمبر ۲۰.

۴۸.حمید الله، ڈاکٹر محمد، خطبات بهاولپور، ص/۲۸۳،

۴۹.الدجيلي، خولة شاكر بيت المال نشاته وتطوره (بغداد، مطبعة وزارة الاوقاف ۱۹۷۶ء) ص/۱۰۳،

زکوٰۃ مالی اور اقتصادی نظام اس لئے ہے کہ یہ ایک محدود مالی ٹیکس ہے۔ جو رؤساء پر عائد ہوتا ہے جیسے زکوٰۃ الفطر اور اموال پر اور آمدنیوں پر عائد ہوتا ہے، جیسے عام زکوٰۃ، یہ بیت المال کا ایک مستقل اور دائمی مصدر ہے جو ناداروں کی اقتصادی ضروریات کی تکمیل کے لئے صرف ہوتی ہے کنز اور دولت کے ارتکاز کے خلاف ایک مؤثر جنگ کی حیثیت رکھتی ہے۔

زکوٰۃ کا اجتماعی نظام اس لئے ہے کہ یہ درحقیقت معاشرے کے تمام افراد کے لئے ایک نظام تامین ہے جس سے ہر فرد معاشرہ کو مصائب

وآفات سے تحفظ ملتا ہے۔انسانی اخوت ویکجہتی وجود میں آتی ہے، حاصلین (Haves) اور غیر حاصلین (Havesnot) کے فاصلے کم ہوتے ہیں، معاشی ناہمواریاں دُور ہوتی ہیں، قادرین اور عاجزین کے درمیان نفرت وحسد کی دیواریں منہدم ہوتی ہیں اور مصلحین کوامور خیر کے انجام دینے کی سہولتیں فراہم ہوتی ہیں، کیونکہ سبیل خیر میں جو بوجھ ان پر آجاتا ہے زکوٰۃ اسے رفع کردیتی ہے اور اس طرح معاشرے کے متعدد اعلیٰ مقاصد اور اہداف کی تکمیل ہوجاتی ہے اور انسانی سماج کے بے شمار مسائل کا حل نکل آتا ہے۔

زکوٰۃ کا سیاسی پہلو یہ ہے کہ ریاست زکوٰۃ کی تحصیل اور توزیع کے فرائض انجام دیتی ہے، عاملین علیہا کا ایک پورا نظام قائم کرتی ہے اور عدل کو ملحوظ رکھتی ہے اور ان مصارف کا اندازہ وتخمین کرتی ہے جو دروبست حکومت کے دائرہ اختیار میں ہیں، جیسے موکفۃ القلوب اور فی سبیل اللہ۔ چونکہ زکوٰۃ قلوب کی تطہیر کرتی ہے اور اغنیاء کے نفوس کو بخل اور دنائت سے پاک کرتی ہے اور نار حسد کو بجھا کر محبت اور اخوت پیدا کرتی ہے اس لئے یہ ایک اخلاقی نظام بھی ہے۔اور اس امر میں تو شبہ ہی نہیں ہے کہ زکوٰۃ ایک دینی نظام ہے اس لئے کہ زکوٰۃ فریضہ اسلامی ہے اور اس کا مقصود ہی ایمان کو تقویت دینا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے تیار ہونا ہے اور اس لئے کہ زکوٰۃ دین اسلام کا ایک رکن ہے جس کی مقادیر اور مصارف تمام دین ہی نے مقرر کئے ہیں۔اور اس لئے کہ اس کا ایک حصہ اعلائے کلمۃ اللہ اور دعوت دین میں صرف ہوتا ہے۔زکوٰۃ کا اس قدر وسیع اور مفید نظام اس امر کی دلیل ہے کہ شریعت اللہ سبحانہ کی نازل کردہ ہے کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک امی قوم میں موجود نبی امی نے خود اپنی فکر سے ایسا نظام وضع کرلیا ہو جس کی پہلے کوئی نظیر موجود نہیں تھی۔(۵۰) برصغیر کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ یہاں بھی مسلم حکمرانوں نے زکوٰۃ کا نظام جاری رکھا ہوا تھا، جیسے سندھ میں قائم ہونے والی پہلی مسلم حکومت، عہد فیروز شاہی اور عہد عالمگیری کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے۔(۵۱) ۵۰۔القرضاوی، ڈاکٹر یوسف، فقہ الزکوٰۃ، ص/ ۳۱۷۔۳۱۸، ج/۲، ۵۱۔ندوی، سید ریاست علی، عہد اسلامی کا ہندوستان، (پٹنہ، ادارۃ المصنفین ۱۹۵۰ء) ص/۲۶۳ تا ۲۶۸۔

زکوٰۃ کے انفرادی فوائد واہمیت تعلیمات نبوی کی روشنی میں اسلام کے ہر حکم کے پیچھے ایک فلسفہ موجود ہے، ممکن ہے اس کی حکمتوں تک ہماری عقل کی رسائی نہ ہو مگر ہمیں اس پر عمل کا حکم ہے، زکوٰۃ کے حوالہ سے یہاں چند فوائد تحریر کررہا ہوں۔

(۱) بخل سے پاک کرتی ہے:

انسان کی فطرت ہے مال سے کسی کو فائدہ نہیں پہنچانا چاہتا ہے، جیسا کہ سورۃ الاسراء (۵۲) النساء (۵۳) اور سورۃ الحشر (۵۴) میں بتایا گیا ہے۔اور ارشاد نبوی ﷺ ہے: بخل سے بچو اس کا عملی علاج زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔

(۲) مال کی محبت کم ہوتی ہے:

زکوٰۃ ادا کرنے میں چونکہ اپنے ہاتھ سے رقم خرچ کرتا ہے اس لئے دل سے اس کی محبت جاتی رہتی ہے۔انسان مال کی محبت میں ذلیل ہوتا ہے، شرف انسانیت کو ضائع کرتا ہے زکوٰۃ ادا کرنے سے اس بیماری کا علاج ہوجاتا ہے۔

(۳) اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب ہوتی ہے:

انسان کی فطرت میں جمع کرنے کی خواہش ہے، خرچ کی نہیں، زکوٰۃ ادا کرنے سے اس عادت کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ سورۂ بقرہ (۵۵) سورۂ شوریٰ (۵۶)، سورۂ آل عمران (۵۷)، سورۂ الذاریات (۵۸) اور سورۂ المعارج (۵۹) میں مسلمانوں کو اسی صفت کو اپنے اندر پیدا کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔

(۴) انسان صفاتِ الٰہی سے متصف ہوتا ہے:

مخلوق پر احسان کرنا اللہ کی صفت ہے، انسان اس میں شریک ہوجاتا ہے۔ (۶۰)

(۵) اظہار تشکر کا جزبہ پیدا ہوتا ہے:

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر انسان جو نئی صبح کرتا ہے اس پر ہر ہر نعمت کا شکریہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔ جسم کا شکریہ عبادت، مال کا شکریہ زکوٰۃ ہے۔

(۶) حب دنیا کا علاج ہوتا ہے:

زکوٰۃ کی ادائیگی انسان کو حب دنیا وحب مال سے نجات دلاتی ہے اور نجات حاصل کرنا اس لئے ضروری ہے کہ مال ودنیا کی محبت قلب کو اللہ سے غافل کردیتی ہے اسی وجہ سے سورۂ التغابن میں مال کو آزمائش کہا گیا ہے۔ (۶۱) ۵۲۔ سورہ الاسراء/ ۱۰۰، وکان الانسان قتورا، ۵۳۔ سورۂ النساء/ ۱۲۸، ۵۴۔ الحشر/ ۹، التغابن/ ۱۶، ۵۵۔ سورۂ بقرہ/ ۱۔۳، اور ۲۷۴، ۵۲۔ سورۂ شوریٰ/ ۳۶۔۳۸، ۵۷۔ سورۂ آل عمران/ ۱۷، اور ۱۳۴، ۵۸۔ سورۂ الذاریات/ ۱۴۔۱۹، ۵۹۔ سورۂ المعارج/ ۲۴۔۲۵، ۶۰۔ القرضاوی ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوٰۃ، ص/ ۲۵۔۲۶، ج/ ۲، ۶۱۴۔ سورۂ التغابن/ ۱۵، یہی حکم سورۂ الانبیاء/ ۳۵، میں ہے۔

(۷) طبیعت میں روحانی بلندی وانبساط پیدا ہوتا ہے:

اس لئے کہ زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال پاک ہونے کے ساتھ روحانیت میں انشراح وانبساط پیدا ہوتا ہے۔ سورۂ التوبہ میں "تزکیھم" (۶۲) سے اسی طرف اشارہ ہے۔

(۸) باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے:

مال انسانوں کی محبت میں سب سے بڑی دیوار ہے، جنہیں زکوٰۃ دی جاتی ہے۔ اگر رشتہ دار ہوں تو حدیث نبوی ﷺ کی رو سے "لھما اجران اجر القرابۃ واجر الصدقۃ" (۶۳) ڈبل ثواب ہے ایک رشتہ داری نبھانے کا دوسرے زکوٰۃ ادا کرنے کا اس اجر کے ساتھ رشتہ دار ہو یا اجنبی وہ بھی محبت کرنے لگتا ہے۔

(۹) مال پاک ہوتا ہے:

مال دوسروں کے حق کی وابستگی کی بناپر آلودہ ہوجاتا ہے جب حق غیرادا ہوجائے تو پاک ہوجاتا ہے۔ارشاد نبوی ﷺ ہے:'' لیطیب مابقی من اموالکم''۔(۶۴) زکوٰۃ اسی لئے ہے تاکہ بقیہ مال پاک ہوجائے۔

(۱۰) مال محفوظ رہتا ہے:

زکوٰۃ کی ادائیگی سے مال آسمانی بلاؤں سے محفوظ رہتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:''ماتلف مال فی بر ولا بحر الا بحبس الزکوٰۃ''.(۶۵) خشکی اور تری میں کوئی مال تباہ نہیں ہوا مگر اس کا باعث زکوٰۃ ادا نہ کرنا ہوتا ہے، اسی طرح فرمایا: ما خالطت الزکوٰۃ مالا قط الا اہلکتہ' (۶۶) جس مال سے زکوٰۃ نہ نکالی جائے مال میں ملی رہے وہ مال ہلاک وتباہ ہوجاتا ہے۔

(۱۱) مال میں اضافہ ہوتا ہے:

بظاہر چند روپے کم ہوتے ہیں، لیکن اللہ اس میں برکت پیدا کردیتا ہے۔ یہ اضافہ دوصورتوں میں ہوتا ہے آخرت میں انسانی خلوص کی بنیاد پر ہزار گنا تک اضافہ ہوجاتا ہے، جیسا کہ سورۃ بقرہ (۶۷) میں فرمایا گیا اور دنیا میں بھی برکت ہوتی ہے، تھوڑی سی رقم سے زیادہ فائدہ حاصل ہوجاتا ہے، اسی کی طرف سورۃ روم (۶۸) سورۃ سبا (۶۹) سورۃ بقرہ (۷۰) میں اشارہ کیا گیا ہے۔

(۱۲) لوگوں کے بغض وحسد سے محفوظ رہتا ہے:

لوگوں کو جب ان کا حق ملتا ہے تو وہ اس کے لئے دعاء گو ومشکور ہوتے ہیں اس کی خوشحالی کو دیکھ کر حسد میں مبتلا نہیں ہوتے۔

(۱۳) مزید جدوجہد پر آمادہ کرتی ہے:

جب انسان خرچ کرتا ہے تو مزید کمانے کی جستجو کرتا ہے، جو زکوٰۃ وصول کرتا ہے وہ اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کی کوشش کرتا ہے۔

۶۲. سورئہ التوبۃ/۱۰۳.

۶۳. القشیری، مسلم بن الحجاج صحیح المسلم باب فضل الصدقۃ علی الاقربین (کراچی، قدیمی کتب خانہ ۱۹۵۶ء) ص/۳۲۳، ج/۱.

۶۴. مشکوٰۃ المصابیح کتاب الزکوٰۃ.

۶۵. المنذری الترغیب والترھیب، ص/۲۱۷، ج/۱.

۶۶. شافعی، مسند الشافعی، الباب الاول فی الامر بھا والتحدید علی ترکھا.

۶۷. سورئہ بقرہ/۲۶۱.

۶۸. سورئہ الروم/۳۹.

۶۹. سورئہ سبا/۳۹، ۷۰. سورئہ بقرہ/۲۷۶،

زکوٰۃ کے اجتماعی فوائد واہمیت تعلیمات نبویؐ کی روشنی میں:

ڈاکٹر یوسف قرضاویؒ لکھتے ہیں: زکوٰۃ میں اجتماعی رنگ موجود ہے جیسے ذوی الحاجات کی مدد کرنا فقراء، مساکین، مقروض، مسافروں اور دیگر حاجتمندوں کو مدد بہم پہنچانا، تعاون کی یہ صورت انفرادی بھی ہے کہ ان ضرورتمند افراد کی جدا جدا امداد ہوتی ہے اور یہ پورے معاشرہ سے بھی تعاون ہے کہ پورے معاشرہ کے ایک مشترکہ وجود کی حیثیت میں اعانت ہے، کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ فرد اور معاشرے کی حدود ایک دوسرے میں داخل ہیں اور معاشرہ فی الواقع افراد کے اجتماع ہی کا نام ہے۔ اس لحاظ سے فرد کی تقویت اس کی مادی اور معنوی صلاحیتوں میں اضافہ معاشرہ کی تقویت اس کا فروغ اس کی مادی معنوی صلاحیتوں میں اضافہ معاشرے کی تقویت اور اس کو فروغ دینا ہے، معاشرہ پر اثر انداز ہونے والا ہر امر فرد پر بھی اثر انداز ہوتا ہے، خواہ افراد کو اس کا احساس ہو یا نہ ہو۔ بلاشبہ بے کار آدمی کو کام دلوانا، عاجز کی مدد کرنا محتاج کی اعانت کرنا فقیر و مسکین اور مقروض کی ضرورتیں پوری کرنا اجتماعی مقاصد ہیں اور ان کی تکمیل سے معاشرے میں اجتماعی کفالت کا نظام بحال ہوتا ہے اور اجتماعیت کو فروغ ملتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان وصول کنندگان کی ضرورتوں کے پورا ہو جانے کے لحاظ سے انفرادی مقاصد بھی بروئے کار آ جاتے ہیں۔ زکوٰۃ اسلام کے اجتماعی نظام کفالت کا ایک حصہ ہے۔(۷۱)

مزید لکھتے ہیں: یہ مسلمانوں کی کوآپریٹو سائٹی ہے۔ یہ ان کی انشورنس کمپنی ہے یہ ان کا پراویڈنٹ فنڈ ہے، یہ ان کے بے کاروں کا سرمایہ اعانت ہے، یہ ان کے معذوروں، اپاہجوں، بیماروں، یتیموں، بیواؤں کا ذریعہ پرورش ہے۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ وہ چیز ہے جو مسلمانوں کو فکر فردا سے بالکل بے نیاز کر دیتی ہے۔ اس کا سیدھا سادھا اصول یہ ہے کہ آج تم مالدار ہو تو دوسروں کی مدد کرو۔ کل تم نادار ہو گئے تو دوسرے تمہاری مدد کریں گے۔ تمہیں یہ فکر کرنے کی ضرورت ہی نہیں کہ مفلس ہو گئے تو کیا بنے گا؟ مر گئے تو بیوی بچوں کا کیا حشر ہوگا؟ کوئی آفت ناگہانی آ پڑی، بیمار ہو گئے، گھر میں آگ لگ گئی، سیلاب آ گیا، دیوالہ نکل گیا تو ان مصیبتوں سے مخلصی کی کیا سبیل ہوگی؟ سفر میں پیسہ نہ رہا تو کیونکر گزر بسر ہوگی؟ ان سب فکروں سے صرف زکوٰۃ تم کو ہمیشہ کے لئے بے فکر کر دیتی ہے۔ تمہارا کام بس اتنا ہے کہ اپنی پس انداز کی ہوئی دولت میں سے ڈھائی فی صد دے کر اللہ کی انشورنس کمپنی میں اپنا بیمہ کرا لو، اس وقت تم کو اس دولت کی ضرورت نہیں ہے یہ ان کے کام آئے گی، جو اس کے ضرورت مند ہیں۔ کل جب تم ضرورت مند ہو گے یا تمہاری اولاد ضرورت مند ہوگی تو نہ صرف تمہارا اپنا دیا ہوا مال بلکہ اس سے بھی زیادہ تم کو واپس مل جائے گا۔(۷۲)

نظام زکوٰۃ کی اہمیت وفوائد پر مستشرقین کے اعترافات:

آپ نے انفرادی فوائد کے ساتھ اجتماعی فوائد ملاحظہ فرمائے، اب کچھ غیروں کی آراء بھی ملاحظہ کریں۔ تھامس آرنلڈ اپنی تصنیف دعوتِ اسلام میں لکھتے ہیں: نظام زکوٰۃ اسلام کا ایک دینی فریضہ ہے، جو بڑی باریکی اور جزرسی سے اسلامی معاشرے میں اخوت اور بھائی چارہ پیدا کرتا ہے۔

۷۱۔عبدالحمید، نظام الدین، العبادۃ وآثارھا النفسیۃ والاجتماعیۃ (بغداد، مکتبہ القدس) ص/۸۰، ڈاکٹر یوسف، القرضاوی، فقہ الزکوۃ ص /۵۰، ج/۴،اور موسوعۃ نظرۃ النعیم ص/۲۲۱۶، ج/۶ ۷۲۔عبدالحمید، نظامالدین، العبادۃ وآثارہاالنفسیۃ والاجتماعیۃ ،ص/۸۰۔ج/۶، اور فقہ الزکوۃ قرضاوی، ص/۵۰، ج/۴،اور موسوعۃ نظرۃ النعیم، ص/۲۲۱۶، ج/۶۔

جس میں ہر رنگ ونسل کے مسلمان برابر ہیں اور ایک نیا مسلمان ہونے والا شخص اسلام قبول کرتے ہی وہی مرتبہ حاصل کر لیتا ہے جو ایک قدیم مسلمان کا ہے۔ بلاشبہ نظام زکوۃ ایک منفرد اور بے مثل نظام ہے۔

ایک اور مستشرق لیوڈروش کہتا ہے کہ: اسلام دو عالمی اجتماعی مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ اولاً، ایک نظام اخوت قائم کر کے اجتماعیت تشکیل دیتا ہے۔ ثانیاً، زکوۃ فرض قرار دے کر اغنیاء کے مال میں فقراء کا حق متعین کر دیا ہے، یہاں تک کہ اگر اغنیاء نہ دیں تو فقراء زبردستی لے سکتے ہیں۔

ایک اسکالر کہتا ہے: کہ زکوۃ ایک دینی اور لازمی ٹیکس ہے، ایک اجتماعی نظام ہے جس میں فقراء کی مدد ہوتی ہے اور مستقل طور پر ان کی دست گیری کی جاتی ہے۔ تاریخ انسانیت میں اسلام نے سب سے پہلے یہ انوکھا اور منفرد نظام وضع کیا ہے اور ایک ایسا ٹیکس عائد کیا جو عملاً ارباب ثروت سے لیا جاتا ہے اور فقراء میں تقسیم کیا جاتا ہے اور ایک اجتماعی دائرہ میں امت کی وحدت قائم ہو جاتی ہے جس سے اسلامی نظام ایک ایسی اساس پر قائم ہوتا ہے جس میں نفرت وحسد نہیں ہوتا۔

فرانسیسی مستشرق ماسیناں کہتا ہے کہ: اسلام نے ابنائے معاشرہ کی کفالت کا اجتماعی اصول دے کر صحیح معنی میں تصور مساوات قائم کیا ہے اور زکوۃ عائد کی ہے جسے ہر شخص بیت المال کو ادا کرتا ہے جس سے تمام بنیادی ضرورتوں کی تکمیل ہوتی ہے انفرادی ملکیت اور تجارتی سرمایہ کاری کی توثیق ہوتی ہے، ربا کا خاتمہ ہوتا ہے، اور بالواسطہ ٹیکسوں سے نجات ملتی ہے اور اس طرح ایک ایسا معاشی نظام تشکیل پاتا ہے جو سرمایہ داری اور اشتراکیت کے درمیان ایک نظام عدل کی صورت میں ابھرتا ہے۔

ایک اطالوی مصنفہ فاغلیری لکھتی ہیں کہ: تقریباً تمام مذاہب نے صدقات کی اخلاقی اور اجتماعی اہمیت واضح کی ہے لیکن یہ شرف اسلام ہی کو حاصل ہے کہ اس نے صدقات کے فضائل بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اسے حکماً اور عملاً نافذ کر دیا کہ ہر شخص اپنی ثروت اور دولت میں سے ایک حصہ فقراء، محتاجین اور ضرورت مندوں کے لئے ادا کرے، اور اپنے نفس کو بخل سے پاک کر کے الٰہی کفالت کے نظام میں شریک ہو جائے۔ (۷۳) بقول جگن ناتھ آزاد۔

پاکستان کا نظام زکوۃ، نقائص وتجاویز:

اسلامی نظریاتی کونسل نے ۱۹۷۷ء میں اس کے لئے کوششیں شروع کیں اور ۱۹۸۰ء میں زکوۃ وعشر آرڈیننس کی صورت میں اس کا نفاذ عمل میں آیا۔ (۷۴) اس کے بعد بینکوں سے یکم رمضان کو اس کی کٹوتی کا آغاز شروع ہوا۔ اور ساتھ ہی مستحقین میں تقسیم کا آغاز بھی کر دیا گیا۔۷۳۔القرضاوی، ڈاکٹر یوسف فقہ الزکوۃ ص/۳۱۹۔۳۲۱، ج/۴،

Annual Report of the Islamic Ideo Logical Council 1980 to 1982, P.45-۷۴

نقائص:

(۱) لیکن اس موقع پر بیوروکریسی نے سازش کے تحت ایک فرقہ کو نوازنے کے لئے آرڈیننس میں ایک شق کا اضافہ کردیا۔(۷۵) جس سے ابتداہی میں نظام زکوٰۃ کو دھچکا لگا طویل مقدمہ کے بعد سپریم کورٹ نے اہل سنت کو بھی زکوٰۃ کی کٹوتی کی اجازت دے دی اور اب یہ نظام غیر موثر ہوتا جارہا ہے۔

(۲) اس نظام کا ایک اور نقص یہ ہے کہ یہ صرف بینک کی رقم سے زکوٰۃ وصول کرتے ہیں، حالانکہ زکوٰۃ سارے مال پر نافذ ہوتی ہے۔

(۳) حولان حول کی شرط کے بغیر زکوٰۃ کاٹ لی جاتی ہے۔

(۴) اگر کسی نے دوسرے کی رقم اپنے اکاؤنٹ میں بطور قرض رکھی ہو تو بھی زکوٰۃ کاٹ لی جاتی ہے، حالانکہ اس پر زکوٰۃ لازمی نہیں تھی۔

(۵) حکومت اس کا حساب بالخصوص خرچ کو نمایاں نہیں کرتی جس کی وجہ سے لوگوں کا اعتماد ختم ہوگیا ہے۔

(۶) اندرون سندھ وڈیرے ہاریوں سے انگوٹھے لگوا کر خود یہ رقم رکھ لیتے ہیں،

(۷) علماء کو اس پر اعتراضات ہیں، جس کی وجہ سے عوام کا مذہبی طبقہ بھی اس پر اعتماد کرنے کے لئے تیار نہیں ہے، لہٰذا وہ بینک سے متعینہ تاریخ پر رقم نکال لیتا ہے۔

نظام زکوٰۃ کی تجاویز:

(۱) زکوٰۃ کا نظام سب پر نافذ کیا جائے حکومت خود وصول کر کے مجتہدین کو ان کا حصہ فراہم کرے تاکہ وہ اس کے حصول کے لئے آلہ کار اور انتہا پسندی کو فروغ دینے کا سبب نہ بنیں۔

(۲) زکوٰۃ اکاؤنٹ ہولڈرز کی کل جائداد پر نافذ کر کے وصول کی جائے یا انہیں تحریراً مطلع کیا جائے کہ بقیہ مال پر خود ادا کردیں۔

(۳) جو اکاؤنٹ کی رقم قرض ثابت ہوجائے وہ رقم واپس لوٹا دی جائے۔

(۴) حکومت علاقہ کے اعتبار سے مستحقین جنہیں زکوٰۃ دی جائے فہرست ٹاؤن آفس پر آویزاں کرے اور اخبار میں اس کا اعلان رے

(۵) علاقائی بنیاد پر جو کمیٹی بنائی جائے اس میں ایک ڈیفنس کا آدمی ایک جامع مسجد کا خطیب، ایک پروفیسر، ایک سوشل ویلفیئر سے وابستہ شخص لازماً شامل ہو اور مشترکہ دستخط سے امداد دی جائے۔ ممبران اپنا مالی اسٹیٹس تحریراً لکھ کر مہیا کریں۔

(۶) وڈیرہ، سیاستدان، صنعت کار، اس کمیٹی کا ممبر نہیں بن سکتا ہو۔

(۷) مسلمانوں کے ساتھ غیر مسلموں کی مدد بھی مولفۃ القلوب کی مد سے کی جائے تاکہ وہ دشمن کے آلہ کار نہ بنیں۔

(۸) زکوٰۃ کی تقسیم ممبران کے دستخط کے بعد کسی بینک کو مخصوص کر کے وہاں سے دی جائے تاکہ حسابات چیک کرنا آسان ہو۔

(۹) جو طبقہ یا شخص حکومت کو زکوٰۃ ادا نہیں کرتا وہ کسی بھی درجہ میں اس کا ممبر نہیں بن سکے۔

(۱۰) زکوٰۃ کی تقسیم کو شرعی وشفاف بنایا جائے۔

(۱۱) حکومت کا یہ اختیار ختم کیا جائے کہ وہ اپنی صوابدید سے اس مد سے رقم نکال کر جہاں خرچ کرنا چاہے خرچ کر سکے۔

(۱۲) خواتین کے بینک اکاؤنٹ نہیں ہوتے لہٰذا ان سے زکوٰۃ بھی وصول نہیں ہوتی انہیں زکوٰۃ کی ترغیب دلائی جائے۔

(۱۳) لوگوں کو انفاق فی سبیل اللہ اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی ترغیب میڈیا و مذاکرہ کے ذریعہ دلائی جائے۔

(۱۴) اسلامی نظام کفالت کو رائج کیا جائے۔ کفالت کے لئے یتیموں و معذوروں کے لئے ٹریننگ سینٹر قائم کر کے انہیں کام کے ساتھ ماہانہ وظیفہ بھی دیا جائے، یہ سینٹر علاقہ کی جامع مسجد درگاہوں اور رفاہی پلاٹوں پر قائم ہو سکتے ہیں۔

(۱۵) قرضہ حسنہ ضرورت مندوں کو دیا جائے تا کہ وہ اپنے قدموں پر کھڑے ہو سکیں۔

(۱۶) سادگی کو فروغ دیا جائے تا کہ لوگوں میں اعلیٰ اسٹیٹس کی دوڑ ختم ہو۔

(۱۷) نو مسلموں کو سماجی قانون معاشی و معاشرتی تحفظ فراہم کرنے کے لئے زکوٰۃ فنڈ سے رقم مختص کی جائے تا کہ وہ دباؤ کا شکار ہو کر دوبارہ کفر کی طرف نہ لوٹیں ورنہ سارے مسلمان گناہ گار ہوں گے، میں امید واثق رکھتا ہوں موجودہ وزیر صاحب جو انتہائی صاحب علم با اختیار اور کچھ کر گزرنے کی صلاحیتوں سے مالا مال ہیں وہ اس نظام زکوٰۃ کو نظام کفالت میں تبدیل کر کے اس ملک اور اس کے غرباء پر احسان عظیم کر کے تا قیامت اپنا نام زندہ رکھیں گے اور اسلام کی سرخروئی کا ذریعہ بنیں گے۔

یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انسان کے انساں

۷۵۔ یہ تفصیل ''تاریخی فیصلہ'' کے نام سے سپریم کورٹ کی روداد کے ساتھ شائع ہو چکی ہے۔

آئندہ فقہی اجتماعات کا لائحہ عمل

قارئین حضرات سے درخواست ہے کہ عصر حاضر میں جدید مشکل مسائل کے حل و تحقیق کے لئے آئندہ فقہی اجتماعات و کانفرنسوں کے انعقاد، موضوعات اور عنوانات اور اپنی علمی تحقیقی آراء و تجاویز سے خط کے ذریعے مجلس التحقیق الفقہی جامعہ المرکز الاسلامی کو مطلع فرمادیں۔

رابطہ: دفتر مجلس التحقیق الفقہی جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان بنوں

فون نمبر: 0928-331351 فیکس نمبر: 0928-331355

ای میل: almarkazulislami@maktoob.com